45623 ـ زراعت كے ليے اجرت پر حاصل كردہ اراضى كى زكاۃ كس پر ہو گى ؟

سوال

ايك شخص نے زراعتى زمين كرايہ پر حاصل كى، تو كيا اس كى زكاۃ مالك كے ذمہ ہے يا كہ كرايہ دار پر ؟
اور اگر يہ زكاۃ كرايہ دار كے ذمہ ہے تو كيا وہ زمين سے حاصل ہونے والى مكمل آمدنى پر ہو گى، يا كہ كرايہ ادا كر كے باقى ماننده آمدن پر ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اگر تو زمين كا مالك خود زرعى زمين كاشت كرتا ہے، تو اس سے حاصل ہونے والى آمدن كى زكاۃ بھى مالك كے ذمہ ہے، اور اگر زمين كا مالك زمين كسى دوسرے كو دے يا عاريتا دے كہ وہ اسے كاشت كر لے تو اس سے حاصل ہونے والى آمدن كى زكاۃ كاشت كرنے و الے پر ہو گى.

اہل علم نے كرايہ پر حاصل كردہ زمين كى زكاۃ ميں اختلاف كيا ہے، كہ آيا اس كى زمين مالك كے ذمہ ہے يا كرايہ پر حاصل كرنے والے كاشت كار پر جمہور اہل علم كے ہاں اس كى زكاۃ كاشت كار كے ذمہ ہے، ليكن احناف كے ہاں اس كى زكاۃ مالك كے ذمہ واجب ہے.

ابن حزم رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

كھجور، گندم اور جو ميں اس وقت زكاۃ نہيں جب تك كہ وہ ايك فرد كے پاس اور ايك ہى صنف پانچ وسق تك نہ پہنچ جائے، اور وسق ساٹھ صاع كا ہوتا ہے، اور ايك صاع چار مد كا جو كہ نبى صلى اللہ عليہ وسلم كا مد جتنا اور ايك مد ڈيڑھ سے سوا رطل مد كے چھوٹا بڑا ہونے كے درميان ہوتا ہے.

چاہے وہ اپنى زمين ميں اس نے كاشت كى ہو يا كسى دوسرے كى زمين ميں زمين غصب كر كے، يا جائز اور ناجائز معاملات كر كے، جب نذ غصب كردہ نہ ہو چاہے وہ زمين خراج والى ہو يا عشر والى.

اور يہ قول جمہور لوگوں كا ہے، اور مالك، شافعى، احمد، اور ابو سفيان رحمہم اللہ نے يہى كہا ہے.

اور ابو حنيفہ رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

كم ہو يا زيادہ اس كى زكاۃ ادا كرے گا، اور اگر وہ خراج والى زمين ميں ہو تو اس ميں زكاۃ نہيں، اور اگر زمين كرايہ

پر ہو تو اس کی زکاۃ زمین کے مالك پر ہے نہ کہ کاشت کار پر.

دیکھیں: المحلی ابن حزم (4 / 47).

احناف کے قول کو آئمہ کرام نے رد کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ زکاۃ کی ادائیگی کاشت کار کا حق ہے نہ کہ زمین کا حق جیسا کہ احناف کہتے ہیں.

ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اور جس شخص نے زمین کرایہ پر حاصل کر کے کاشت کی تو عشر اس پر ہو گی نہ کہ مالك پر، امام مالك، ثوری، اور شریك، اور ابن مبارك، شافعی اورابن منذر رحمہم اللہ کا یہی قول ہے.

اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ زمین کے مالك پر ہے، کیونکہ یہ اس کے بوجھ میں سے ہے، لہذا خراج کے مشابہ ہے.

اور ہمارے ہاں یہ ہے کہ: یہ فصل میں ہے، لہذا فصل کے مالك پر ہو گی جیسے کہ تجارت کے لیے تیار کردہ چیز کی قیمت کی زکاۃ کی طرح، اور اپنی ملکیتی زمین کی فصل کی عشر کی طرح.

اور ان کا یہ کہنا صحیح نہیں: کہ یہ زمین کے بوجھ میں سے ہے؛ کیونکہ اگر یہ زمین بوجھ اور حق میں سے ہوتی تو پھر خراج کی طرح کاشت کے بغیر بھی واجب ہوتی، اور خراج کی طرح ذمی پر بھی واجب ہوتی، اور پھر اس کا اندازہ زمین کے حساب سے لگایا جاتا نہ کہ فصل کے حساب سے، اور اسے فئی کے مصاریف میں صرف کرنا واجب ہوتا، نہ کہ زکاۃ کے مصاریف میں.

دیکھیں: المغنی لابن قدامہ (2 / 313 - 314).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی نے بھی اسے ہی راجح قرار دیا ہے.

دیکھیں: الشرح الممتع (6 / 88).

دوم:

اور اس لیے کہ زکاۃ کی ادائیگی کاشت کار کا حق ہے لہذا جب نصاب پورا ہو جائے یعنی پانچ وسق ہو اور ایك وسق ساٹھ صاع ہے، اور نصاب (657) کلو بنتا ہے تو اسے حاصل ہونے والی ساری آمدنی سے زکاۃ نکالنا ہو گی.

زکاۃ ادا کرنے والے کو یہ حق نہیں کہ وہ اس میں سے زمین کا کرایہ کم کرے چاہے وہ فصل فروخت کرنے کے بعد

۔ جہالت یا غلطی یا تاویل کے ساتھ ۔ اور زکاۃ کی ادائیگی سے قبل ہو.

اہل علم کے اقوال میں سے صحیح قول یہ ہے کہ زمین پر آنے والے خرچ میں سے کوئی بھی خرچ فصل سے نہیں نکال سکتا.

ابن حزم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

کاشت کار کے لیے جائز نہیں کہ وہ کاشت کرنے یا کٹائی کرنے، یا اسے گاہنے، یا کھجور توڑنے یا کنواں کھودنے کا خرچ شامل کر کے اسے زکاۃ سے نکال دے، چاہے اس نے اس خرچ کے لیے قرض لیا ہو یا قرض نہ لیا ہو، یہ خرچ فصل کی ساری قیمت یا پھل پر آیا ہو یا نہ، اور اس جگہ سلف کا اختلاف ہے .... اس اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

ابو محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور گندم، اور جو میں بالجملہ زکاۃ واجب قرار دی کہ جب وہ نصاب پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو جائے تو اس میں زکاۃ ہے، اور اس میں سے کاشت کار کا خرچہ اور کھجور کے باغ والے کا خرچ نہیں نکالا اس لیے اللہ تعالی نے جو حق واجب کیا ہے اسے قرآن و سنت کی نص کے بغیر ساقط کرنا جائز نہیں ہے، یہ امام مالك، اور امام شافعی اور ابو حنیفہ اور ہمارے اصحاب کا قول ہے.

دیکھیں: المحلی ابن حزم (4 / 66).

واللہ اعلم .